مولانا ابوریحان سیالکوٹی

مقالۂ خصوصی

الفئتہ الباغیہ

حدیث قتلِ عمارؓ کی روشنی میں

(قسط آخری)

ایک شبہ اور اسکا ازالہ:

کہا جاتا ہے کہ اسلاف اہل سنت نے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو ہی حضرت عمارؓ کا قاتل اور ''الفئۃ الباغیہ'' کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان کو ہی قاتلِ عمارؓ اور باغی قرار دیا جائے ورنہ اسلاف کی تغلیط و تکذیب لازم آئیگی جو ان پر بے اعتمادی بلکہ بدگمانی اور گمراہی کا راستہ ہے۔

اسکا ترکی بترکی جواب تو یہ ہے کہ حدیثِ نبوی، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور ''الفئۃ الباغیہ'' کا مصداق نہیں ٹھہراتی۔ جیسا کہ اوپر بالتفصیل مذکور ہوا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ انکو قاتلِ عمارؓ اور باغی نہ قرار دیا جائے۔ ورنہ حدیث رسول (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تغلیط و تکذیب لازم آئیگی۔ جو احادیث رسول ﷺ پر بے اعتمادی بلکہ بدگمانی اور پرلے درجے کی گمراہی کا ایک راستہ ہے۔ نیز یہ کہ حضرت معاویہؓ اور انکے ان ہزارہا ساتھیوں نے جو یا صحابہؓ تھے یا تابعین، اس الزام کو سنتے ہی اسکو تسلیم کرنے سے انکار اور قتلِ عمارؓ سے اسی طرح اپنی کلی براءت کا اظہار کر دیا تھا جس طرح حضرت علیؓ نے قتلِ عثمانؓ سے کیا تھا۔ (۲) لہٰذا ضروری ہے کہ انکو قاتلِ عمارؓ اور باغی نہ ٹھہرایا جائے ورنہ اس الزام سے اپنی کلی براءت کرنے والے ہزارہا صحابہؓ و تابعین کی صریح تغلیط و تکذیب لازم آئیگی۔ جو کہ صحابہؓ و تابعین جیسے اسلافِ امت پر بے اعتمادی بلکہ بدگمانی اور گمراہی کا ایک خطرناک ترین راستہ ہے۔

اور اسکا حقیقی جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اسلاف کا صرف یہی ایک موقف نہیں ہے کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی ہی حضرت عمارؓ اور ''الفئۃ الباغیہ'' کے مصداق ہیں بلکہ ان کو یہ کچھ نہ ٹھہرانا بھی اسلاف کا ہی ایک موقف ہے۔ بعد کے اسلاف کی ایک جماعت نے اگر حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو یہ کچھ ٹھہرایا ہے تو ان سے بہت پہلے اور انکی بنسبت بہت بڑے درجے والے بلکہ خود ان کے بھی اسلاف کی ایک بہت بڑی جماعت نے انکو یہ کچھ نہیں ٹھہرایا۔

اسلاف، صرف گنتی کے وہی چند رازی و غزالی نہیں جنھوں نے حضرت معاویہؓ وغیرہ کو قاتلِ عمارؓ اور باغی قرار دیا ہے بلکہ وہ ہزاروں صحابہؓ و تابعین بھی اسلاف ہی ہیں اور سب بعد والوں سے بڑھ کر اسلاف ہیں اور بعد والی ساری امت کے اسلاف ہیں، جنھوں نے حضرت عمارؓ کی شہادت کا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی حضرت معاویہؓ وغیرہ کو قاتلِ عمارؓ اور باغی قرار نہیں دیا۔ چنانچہ

الف:۔ سب سے پہلے حضرت علیؓ کو ہی لیجئے! یہ بغاۃ و خوارج کے احکام میں قدوہ مانے جاتے ہیں اور حضرت معاویہؓ سے ان کی براہ راست مڈھ بھیڑ ہوئی حضرت عمارؓ انہی کی طرف سے لڑتے ہوئے صفین میں شہید ہوئے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے حضرت معاویہؓ وغیرہ کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ ورنہ تحکیم قبول نہ کرتے نیز رفع مصاحف یا ارسال مصحف کے جواب میں

"نعم!انااولی بذالک،بینناوبینکم کتاب الله"

(البدایہ والنہایہ ص ۲۷۳/ج۷) نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ حضرت عمارؓ کو قتل کر کے تم از روئے حدیث نبوی. باغی قرار پا چکے ہو اور باغیوں کے حق میں یہی مصحف

فقاتلو التی تبغی حتی تفئی الی امر الله۔

کا فیصلہ دے چکا ہے لہذا مزید اب کسی فیصلے کی ضرورت نہیں۔ بس یا تو بیعت کر کے میری اطاعت قبول کرو پھر اسی مصحف کے فیصلے کے مطابق آخر تک تم سے یوں ہی قتال جاری رکھا جائیگا۔ لیکن حضرت علیؓ یوں نہیں فرماتے بلکہ جنگ بندی قبول کر لیتے اور آخر کار مہادنہ (صلح) پر راضی ہو جاتے ہیں۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو اس حدیث کا مصداق نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس واقعہ سے نہ تو کبھیں اپنے حق میں اور حضرت معاویہؓ کے خلاف استدلال کیا اور نہ کسی کے سامنے اسکو حجت کے طور پر پیش ہی کیا۔ حتیٰ کہ شام پر دوبارہ حملہ کی تیاری کے موقع پر بھی اسکا نہ حوالہ دیا نہ کوئی ذکر اذکار ہی کیا حالانکہ اس اعتبار سے یہ واقعہ نہایت ہی اہم اور فیصلہ کن تھا۔ حضرت معاویہؓ کے خلاف، ان کی ایک قوی ترین اور مفید ترین دلیل تھی۔

نیز اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ صاحبِ ہدایہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ باغیوں اور ڈاکوؤں میں سے جو مارا جائے اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی جائیگی اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت علیؓ نے باغیوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی۔

ومن قتل من البغاة اوقطاع الطریق لم یصل علیه لان علیاً لم یصل علی البغاة۔
(ہدایته ص ۱۸۴/ ج۱باب الشهید)

اور ادھر تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے اصحابِ صفین کے قیدیوں میں سے فوت ہونے والوں پر نماز جنازہ پڑھی تھی اور مدمقابل مشاجراتی لشکروں نے ایک دوسرے کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا تھا۔ چنانچہ

۱۔ عقبہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ حاضر تھا۔ ان کی خدمت میں حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے پندرہ قیدی لائے گئے۔ ان میں سے جو فوت ہوا اسکو غسل و کفن دیکر اسپر حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھی۔ (تلخیص ابنِ عساکر ص ۷۴/ج۱ بحوالہ رحماء بینھم ص ۱۶۸/ج۴)

ب۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ متعدد مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ جنگ صفین وغیرہ کے موقع پر دن کے وقت فریقین میں جنگ ہوتی اور رات کے وقت ایک لشکر کے لوگ دوسرے لشکر میں جا کر ان کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا کرتے۔ (البدایۃ والنہایۃ بحوالہ مقام صحابہ ص ۱۳۳) اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک اصحاب صفین فقہی و شرعی باغی اور حدیث قتل عمار کے مصداق نہ تھے ورنہ وہ ان کی تجہیز و تکفین نہ کرتے، انپر نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ لشکر مرتضوی کے لوگ لشکر معاویہ کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ نہ لیتے۔ کیونکہ صاحب ہدایہ کے بقول حضرت علیؓ نے باغیوں پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔

شراح حدیث کی اس جماعت متقدمین کا بیان کردہ حدیث کا یہ مصداق، صحیح ہے یا غلط؟ اسوقت اس سے بحث نہیں بلکہ اسوقت تو صرف یہ بتانا ہے کہ اسلاف میں حضرت معاویہؓ وغیرہ کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور الفئۃ الباغیہ کا مصداق ٹھہرانے والے ہی نہیں بلکہ وہ ہیں جو انکو یہ کچھ نہیں ٹھہراتے۔

---

(۱) چنانچہ حضرت معاویہؓ کے کان میں جوں ہی اس الزام کی بھنک پڑی انہوں نے بلا تأمل فوراً ہی اسکی تردید اور اصل قاتلوں کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"انحن قتلناہ؟ انما قتلہ الذین جاء وابہ"

یعنی کیا ہم نے انکو قتل کیا ہے؟ (ہر گز نہیں بلکہ) حقیقت یہ ہے کہ انکو تو ان سبائیوں نے ہی قتل کیا ہے جو انکو اپنے ہمراہ لائے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱/ج ۷)

اسی طرح حضرت معاویہ کے دست و بازو حضرت عمرو بن العاصؓ کو جب حضرت عمار کی شہادت کا پتہ چلا تو آپ نے بھی فوراً یہی فرمایا کہ "ان کو انہیں لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے (طبقات ابن سعد، طبقہ مہاجرین، حصہ دوم جلد پنجم ص ۷۹، ترجمہ شائع کردہ دار المصنفین اعظم گڑھ) اسی طرح جب شامی لشکر نے حضرت عمار کی شہادت کا سنا تو وہ بھی اپنے ڈیروں اور خیموں سے یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ:

"انما قتل عماراً من جاء بہ"

کہ یقیناً عمار کو انہیں لوگوں یعنی سبائیوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لائے تھے۔ (البدایہ ص ۲۷۰/ج ۷)

لوگوں نے حضرت معاویہؓ کے استفہام انکاری۔۔۔ "اونحن قتلنا عماراً" الخ۔۔۔۔ کو انکار کی بجائے ایک تاویل بے بنا کر اس کی تردید و تغلیط کر دی ہے۔ حالانکہ وہ اور ان کے ساتھی حضرت عمارؓ کو قتل کر کے اپنے فعل کی تاویل نہ کر رہے تھے بلکہ سرے سے الزام قتل کا ہی انکار، اصل حقیقت کا اظہار اور قاتلوں کی نشان دہی کر رہے تھے۔ یعنی وہ یہ نہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عمار کو قتل تو گو ہم نے ہی کیا ہے لیکن اس کے ذمہ دار اور ملزم ہم نہیں بلکہ وہ ہیں جو انکو ہمارے سامنے لائے۔ بلکہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے انکو سرے سے قتل ہی نہیں کیا بلکہ خود ان کے لشکری سبائیوں نے ہی انکو قتل کر کے جھوٹا الزام ہم پر لگا دیا ہے۔ کیونکہ تاویل تو کسی الزام کے اقرار کے بعد کی جاتی ہے جبکہ حضرت معاویہؓ اپنے الفاظ۔۔۔ "انحن قتلنا عمارا" الخ۔۔۔۔ میں الزام

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸ پر)

پھر بات گذشتہ ادوار کے اسلاف تک ہی محدود نہیں بلکہ ہمارے دور کے اکابر و علماء کی بھی ایک جماعت، حضرت معاویہؓ کی بجائے سبائیوں کو ہی حضرت عمارؓ کا قاتل اور الفئۃ الباغیہ کا مصداق قرار دیتی رہی ہے۔

ا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ ہمارے دور کے محدث بے بدل، فقیہ بے مثل، علامۂ زماں، محققِ دوراں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، اسی حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"بات یہ ہے کہ جس طرح حضرت علیؓ کی فوج میں بلوائی قاتلانِ عثمانؓ حیلہ و تدبیر سے شامل ہو گئے تھے، ممکن ہے اسی طرح کچھ بلوائی فوج معاویہؓ میں بھی شامل ہو گئے ہوں۔ اور انہوں نے حضرت معاویہؓ کو بدنام کرنے کے لئے حضرت عمارؓ کو قتل کر دیا ہو، جسکی ایک دلیل تو یہی ہے کہ قتلِ عمارؓ کے بعد بھی بات جہاں کی تہاں ہی رہی اور کوئی فیصلہ نہ ہوا، یہاں تک کہ تحکیم پر فریقین راضی ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے بھی اسوقت یہ نہیں کہا کہ قتلِ عمارؓ سے میرا حق پر ہونا واضح ہو چکا ہے۔

اب کسی تحکیم کی ضرورت نہیں رہی۔ دوسرے وفاء الوفاء میں اس حدیث کو بزار وغیرہ کے حوالے سے یوں بیان کیا گیا ہے۔

یا عمار، لا یقتلک اصحابی، تقتلک الفئۃ الباغیۃ۔

(اے عمار تم کو میرے صحابہ قتل نہ کریں گے بلکہ باغی گروہ قتل کریگا) اس حدیث میں جماعت باغیہ کو صحابہ کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جماعت باغیہ، صحابہ کے علاوہ کوئی (اور) جماعت تھی۔ اور حضرت معاویہؓ کا صحابی ہونا قطعی ہے۔ پس انکو قاتلِ عمار کہنا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ حضرت علیؓ کو قاتلِ عثمان کہنا غلط ہے۔ اور باغی گروہ اسوقت بالاتفاق وہ بلوائی تھے جو حضرت عثمانؓ کے قاتل تھے، پس وہی گروہ، قاتل عمار تھا جو خفیہ طریقہ سے فوجِ معاویہؓ میں شامل ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم حضرت امیر معاویہؓ نے قتلِ عمارؓ کی خبر سن کر صاف فرما دیا تھا کہ

"میری فوج میں سے کسی نے بھی حضرت عمارؓ کو قتل نہیں کیا، میری فوج میری تابعدار ہے۔ اور میں نے اسے سخت تاکید کر رکھی تھی کہ حضرت عمارؓ پر کوئی ضرب نہ آنے پائے، نہ ان پر کوئی ہتھیار اٹھائے۔ ہاں فوج علیؓ انکی تابعدار نہیں ہے۔ یہ انہی کا فعل معلوم ہوتا ہے۔ وہی قاتلِ عمار ہیں۔ بہر حال حضرت معاویہؓ

(بقیہ از صـ۱۷ـ)

کا اقرار نہیں کر رہے بلکہ بصورتِ استفہامِ انکاری اسکا انکار کر رہے ہیں۔ جب الزام کا سرے سے انکار ہی ہو گیا تو تاویل کی کیا ضرورت اور کیا تک رہی؟

یہ بھی واضح رہے کہ اصحاب صفین صحابہؓ و تابعین کی مراد "الذین جاء وا بہ" سے حضرت علیؓ اور انکے مخلص لشکری ہرگز نہ تھے بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی، سبائی مفسد مراد تھے جو جمل کی طرح صفین کے بھی بلا شرکتِ غیرے ذمہ دار تھے۔

باغی نہ تھے وہ طالب قصاص دمِ (خون) عثمانؓ تھے الخ" (براۃِ عثمان از ص ۶۵ تا ۶۷)

تنبیہ

واضح رہے کہ حضرت مولانا عثمانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر اپنی مایہ ناز کتاب۔ اعلاء السنن (ص ۵۰/ج ۱۵۰) میں بھی گفتگو فرمائی ہے۔ جو بظاہر ان کی مذکورہ بالا تحقیق کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان کی مذکورہ تحقیق چونکہ اعلاء السنن کی تصنیف سے تقریباً تیس سال بعد کی اور اس موضوع پر شاید ان کی آخری تحریر ہے، اس کے تقریباً سات سال بعد آپ کی وفات ہے لہذا اعلاء السنن کی تحریر کے مقابلہ میں ان کی یہ مذکورہ تحقیق ہی راجح، مقبول و معتبر اور اس سابقہ تحریر کے لئے ناسخ ہو گی۔

ہمارے دور کے ایک اور محقق حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ بھی اسی سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔

"تو حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمارؓ کی قاتل، سبائی باغی پارٹی ہے، ملعون سبائی پارٹی، الفئۃ الباغیہ!! بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف حضرت عمارؓ کے نہیں، حضرت طلحہ وزبیر اور جمیع شہداء جمل و صفینؓ کے قاتل بھی یہی خارجی ملعون ہیں۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت علیؓ کے قاتل بھی، یہی سبائی مردود ہیں........یہی باغی ٹولی ہے فئہ باغیہ!"۔

آگے ابن حجر اور حضرت علیؓ سے اسکا ثبوت پیش کر کے لکھتے ہیں۔

"در حقیقت ابن سبا کی خارجی ٹولی کسی کی بھی حامی نہ تھی، یہ ملعون لوگ نہ حضرت عثمانؓ کی ذات کے دشمن تھے نہ حضرت علیؓ کی ذات کے دوست، دراصل یہ اسلام کے دشمن تھے اور اسلام سے یہودیت کا انتقام لینے کے لئے مسلمانوں میں خلاف و شقاق کا یہ سارا منصوبہ بنایا، پہلے امام مظلومؓ کو گھر میں شہید کیا، پھر جنگ جمل میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دس ہزار مسلمانوں کا خون پیا، پھر صفین میں حضرت عمار اور ہزاروں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور گھر میں حضرت علیؓ کو شہید کر کے ان کے لہو سے اپنی پیاس بجھائیؓ۔ تو یہ سارے کرتوت اسی سازشی ٹولی، اسی سبائی پارٹی، فئہ باغیہ کے ہیں، لعنہم اللہ۔"

آگے ابن تیمیہ سے اسکی تائید نقل کر کے لمحہ فکریہ کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ

"اہل علم و فہم اور ارباب فکر و نظر کو اس حقیقت پر توجہ مبذول کرنا چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارؓ کے قاتلوں کو باغی ٹولی فرمایا ہے۔

تقتلک الفئۃ الباغیۃ۔

اور حضرت معاویہ اور انکی جماعت کو فرمایا۔ فئتین عظیمتین۔ فئہ باغیہ اور چیز ہے اور فئہ عظیمہ اور چیز۔ فئہ باغیہ باغی ٹولی، ملعون سبائی پارٹی ہے اور فئہ عظیمہ، حضرت معاویہؓ اور انکی عظیم جماعت۔"

(عادلانہ دفاع از ص ۲۱۳ تا ۲۱۶/ج ۲)

ن:- اسی طرح مناظر اہل سنت حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ نے بھی بڑی صراحت کے ساتھ الفئۃ الباغیہ کا مصداق، حضرت عثمان کے قاتل سبائی معذوروں کو ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ زیرِ عنوان۔ "قاتل سبائی ملعون تھے نہ کہ حضرت معاویہؓ۔" انہوں نے لکھا ہے۔

"بعض حضرات کو حضرت عمارؓ بن یاسر کی شہادت سے یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہؓ کو نعوذ باللہ باغی سمجھنا چاہیئے، کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت عمارؓ کو فرمایا تھا

تقتلک الفئۃ الباغیۃ

تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

مگر یہ حضرات دوسری حدیث پر غور نہیں فرماتے جس میں حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

یا عمار لا یقتلک اصحابی تقتلک الفئۃ الباغیۃ

اے عمار تجھے میرے صحابہ میں سے کوئی قتل نہ کریگا بلکہ تجھے باغی جماعت قتل کریگی۔ جس سے مراد حضرت سیدنا عثمانؓ خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کرنے والی جماعت ہے۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے یہی تاویل کی تھی کہ میرے ساتھی میرے فرمانبردار ہیں میں نے انکو حضرت عمارؓ کے قتل سے منع کیا ہوا تھا لیکن علیؓ کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو ان کے نافرمان ہیں، حضرت عمارؓ کو انہی نے قتل کیا ہے۔ اور واقعی وہی باغی لوگ تھے جو سیدنا عثمانؓ کے قاتل اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے قاتل اور فئہ باغیہ کے صحیح اور اصلی مصداق تھے، وہی حضرت عمارؓ کے قاتل تھے، انہی کے حق میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ فئہ باغیہ ہو گا جو فتنہ و فساد کا موجب اور جہنمی قسم کے لوگ ہوں گے۔ حضرت معاویہؓ کی طرف یہ تاویل منسوب کرنا غلط ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ حضرت علیؓ انکو میدانِ جنگ میں لائے ہیں لہذا وہی ان کے قاتل ہیں۔ یہ محض سبائی افتراء ہے جو کہ سبائیوں نے از خود بنا کر حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت عمارؓ کے قاتل نہ حضرت علیؓ ہیں نہ حضرت معاویہؓ ہیں کیونکہ یہ حضرات یقیناً حضور ﷺ کے صحابی ہیں اور کوئی صحابی، حضرت عمارؓ کا قاتل نہیں ہو سکتا۔ اسلام میں اولاً و بالذات باغی جماعت وہی ہے جو حضرت عثمان ذی النورین جیسے رحیم و کریم خلیفہ راشد کی خلافت راشدہ کے خلاف بغاوت کی مجرم ہو کر فئہ باغیہ کا حقیقی مصداق بنی۔ جس قدر احادیث اور روایات فئہ باغیہ کے متعلق ہیں وہ سب انہی مفسدین کے حق میں ہیں، دوسرے حضرات کے حق میں ان روایات کو بیان کرنا محض غلط فہمی اور اجتہادی غلطی ہے۔ (مدلل جواب از ص ۷۶ تا ۷۸)

ان حقائق و واقعات سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ اسلاف میں صرف حضرت معاویہؓ اور انکی جماعت کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور "الفئۃ الباغیۃ" کا مصداق قرار دینے والے ہی نہیں بلکہ وہ بھی ہیں جو انکو یہ کچھ قرار نہیں دیتے۔

بنا بریں جن اسلاف متاخرین نے حضرت معاویہؓ اور انکی جماعت کو ہی قاتلِ عمارؓ اور باغی ٹھہرایا ہے،

اگر ان کے اس فیصلے کو قابلِ تاویل نہ مانا جائے بلکہ قابل حجت ہی فرض کر لیا جائے تو تب بھی ان کے اس فیصلے کو نہ اپنانا، اسلاف پر بدگمانی اور گمراہی کا راستہ ہر گز نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ تو تب ہو سکتا تھا جبکہ اس سلسلے میں اسلاف کا صرف یہی ایک موقف ہوتا۔ حالانکہ ابھی معلوم ہو چکا کہ اس سلسلہ میں اسلاف کا صرف یہی ایک موقف نہیں بلکہ حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت کو قاتل و باغی نہ ٹھہرانے والا ایک دوسرا موقف بھی ہے۔ جب اس سلسلے میں اسلاف کے دو موقف ہوئے تو ان میں سے جس موقف کو بھی اختیار کیا جائے وہ، اسلاف کا ہی موقف کہلائیگا۔ ان میں سے کسی کو بھی اس کے مدمقابل دوسرے موقف کے حوالہ سے اسلاف کی تغلیط و تردید، انپر بے اعتمادی و بدگمانی اور گمراہی کا راستہ ہر گز نہیں کہا جا سکتا بلکہ ایسا کہنا اور سوچنا بجائے خود مغالطہ دہی، خود فریبی بلکہ گمراہی کا راستہ ہے۔ لہذا اس شبہ کی حیثیت ایک بہت بڑے مغالطہ انگیز غلوسطے سے زیادہ کچھ نہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ اسلاف کے ان دونوں موقفوں میں درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔ مثلاً

الف:۔ اسلاف متقدمین کا موقف اس مسئلہ کی اصل بنیاد یعنی حدیث قتل عمارؓ کے عین مطابق ہے جبکہ اسلاف متاخرین کا موقف اس کے سراسر خلاف، محض اس تاریخی مفروضے پر مبنی ہے کہ "حضرت عمارؓ چونکہ حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے بمقابلہ حضرت معاویہؓ، شہید ہوئے لہذا گروہ معاویہؓ ہی انکا قاتل ہے"۔

ب:۔ اسلاف متقدمین کا موقف، اس مسئلہ کی اصل بنیاد یعنی حدیث قتل عمارؓ کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے اپنے ظاہر پر ہے اور غیر ماؤل ہے جبکہ اسلاف متاخرین کا موقف اس حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے خلاف ظاہر اور ماؤل ہے۔

ج:۔ اسلاف متقدمین کی اکثریت قریب بکل صحابہؓ و تابعین پر مشتمل ہے جبکہ اسلاف متاخرین میں کوئی ایک بھی صحابی یا تابعی نہیں ہے۔

د:۔ اسلاف متقدمین کی اکثریت قریب بکل کا زمانہ، خیر القرون مشہور لہا بالخیر کا زمانہ ہے۔ جبکہ اسلاف متاخرین کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

ہ:۔ اسلاف متقدمین کی اکثریت قریب بکل یا تو میدان واقعہ کی ہے یا زمانہ واقعہ کی، جسکی وجہ سے وہ، واقعہ قتلِ عمارؓ سے زیادہ واقف ہے جبکہ اسلاف متاخرین میں سے کوئی ایک بھی نہ میدانِ واقعہ کا ہے نہ زمانہ واقعہ کا۔

و:۔ اسلاف متاخرین صرف ہمارے ہی اسلاف ہیں جبکہ اسلاف متقدمین خود ان اسلاف متاخرین کے بھی اسلاف ہیں، لہذا جو مقام و مرتبہ اسلاف متاخرین کا ہے اس سے کہیں بڑھ کر مقام و مرتبہ اسلاف متقدمین کا ہوگا، پھر وہی نسبت ان کے موقفوں کے مقام و مرتبہ میں بھی ہوگی۔

ا- حافظ ابنِ حجر عسقلانی اور حافظ عینیؒ نے حافظ مہلب، علامہ بطال اور شراحِ حدیث کی ایک جماعت کے بیان کردہ اس مصداق کو محل نظر اور غیر صحیح بتایا ہے۔ اول تو ان کی یہ بات کوئی اتنی وقیع نہیں کیونکہ اسکی جو وجوہ انہوں نے بیان کی ہیں ان کا معقول ومدلل جواب دیا جاسکتا ہے اور دینے والوں نے دیا بھی ہے۔ لیکن اگر ان کے اس ایراد و اعتراض کو من وعن صحیح بھی فرض کر لیا جائے تو حضرت معاویہ وغیرہ کا اس حدیث کا مصداق بننا تو تب بھی لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حافظ مہلب و حافظ بطال وغیرہ نے دو باتیں کہیں ہیں۔ ایک یہ کہ صحابہؓ اس حدیث کا مصداق نہیں اور دوسری یہ کہ خوارج اسکا مصداق ہیں۔ ابن حجر و عینی نے محل نظر بتایا ہے تو ان کی دوسری بات کو بتایا ہے اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ انکی پہلی بات بھی محل نظر ہو جائے۔ یعنی اگر مہلب وغیرہ کا خوارج کو اس حدیث کا مصداق قرار دینا غلط ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پھر اسکا مصداق ضرور حضرت معاویہؓ وغیرہ ہوں۔ کیونکہ ان دونوں باتوں میں کوئی تلازم نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اسکا مصداق نہ حضرت معاویہؓ ہوں اور نہ وہ خوارج۔ بلکہ قاتلین عثمانؓ، سبائی مفسد اسکا مصداق ہوں۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

بخاری اکیڈمی ملتان کی اہم مطبوعات

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار چودھری افضل حق کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

قیمت: ۔/۱۱۰ روپے
رعائتی قیمت: ۔/۶۰ روپے، ڈاک خرچ: ۔/۱۰ روپے

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے داد و تحسین وصول کرنے والی اہم، تاریخی اور تہلکہ خیز کتاب

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر
ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

بے پناہ اضافوں کے ساتھ دوسرا اور نیا ایڈیشن
مصنف: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی قیمت:
مقدمہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ۔/۱۵۰ روپے

مفکر احرار چودھری افضل حق کی تین شاہکار کتابوں کا مجموعہ

دیہاتی رومان
معشوقۂ پنجاب
شعور

قیمت: ۔/۳۵ روپے

عظیم مجاہد آزادی، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

● سوانح ● افکار ● خدمات

مؤلف: محمد عمر فاروق۔ صفحات ۴۰۴۔ قیمت: ۔/۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون ۵۱۱۹۶۱